66146 ـ كسٹم كليئر كرنے كا كام اور دلالى كى اجرت

سوال

ميں جوانى كى عمر ميں ہوں اور كسٹم كليرنس كا كام كرتا ہوں، يعنى كسٹم ادا كرنے كے معاملہ كى پيروى اور سامان نكلوا كر تاجروں كے سٹوروں تك پہنچانے كا كام كر كے اجرت حاصل كرتا ہوں، كچھ مدت سے مجھے ايك شخص نے يہ پيشكش كى كہ ميں چار لاكھ ٹن سيمنٹ كى اپنے ساتھ لين دين كرنے والے تجار كے ساتھ ماركيٹنگ كروں، تو اس ميں سے مجھے كميشن ملے گى، سوال يہ ہے كہ:
كيا يہ نسبت حلال ہے يا حرام ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اجرت لے كر كسٹم كليئر كروانے كا كام كرنا جائز ہے، ليكن شرط يہ ہے كہ سامان ايسا ہو جس كى تجارت مباح اور جائز ہے.

دوم:

آپ نے جو سيمنٹ كى ماركيٹنگ كا ذكر كيا ہے، اگر تو اس كام كى اجازت ہے تو پھر مقرر كردہ اجرت لے كر ماركيٹنگ كرنے ميں كوئى حرج نہيں.

اور آپ كا يہ عمل دلالى يعنى خريدار اور بائع كے مابين واسطہ اور رابطہ كروانے والا ہونے سے خالى نہيں، اور سوال نمبر (45726) كے جواب ميں دلالى كے جواز كا بيان اور اس بارہ ميں علماء كرام كے اقوال ذكر كيے جا چكے ہيں لہذا اس كا مطالعہ كرليں.

اور اگر آپ مالك سے سيمنٹ لے كر خود خريدار كو فروخت كريں، تو اس صورت ميں آپ بائع كے وكيل ہونگے، اور وكيل كے ليے بھى اپنے كام كے بدلے ميں اجرت لينے ميں كوئى حرج نہيں ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالى اپنى مايہ ناز كتاب " المغنى" ميں كہتے ہيں:

کسی کو اجرت اور بغیر اجرت کے وکیل بنانا جائز ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس رضی اللہ تعالی عنہ کو حد لگانے میں اور عروہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بغیر اجرت کے بکری خریدنے کا وکیل بنایا تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ اکھٹی کرنے کے لیے اپنے عاملوں کو بھیجا کرتے تھے اور انہیں اس کی اجرت دیا کرتے تھے.

اور اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے دونوں بیٹوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا:

اگر آپ ہمیں اس زکاۃ پر بھیجیں تو ہم آپ کو وہ کچھ دیں جو آپ کو لوگ دیتے ہیں، اور جو لوگوں کو ملتا ہے ہمیں بھی ملے گا. ان دونوں کی مراد کیمشن تھی.

صحیح مسلم شریف حدیث نمبر (1072).

اور اگر خرید و فروخت میں کسی کو وکیل بنایا جائے تو اس کام کی بنا پر وہ اجرت کا مستحق ہے. انتھی اختصار کے ساتھ.

دیکھیں: المغنی لابن قدامۃ المقدسی (7 / 204).

دلالی یا پھر وکالت کی اجرت میں معلوم نسبت لینے میں کوئحرج نہیں ہے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

خریدار اور بائع پر دلالت - کوشش - یعنی دلالی میں کوئی حرج نہیں (دلالت یا کوشش یہ دلالی کی اجرت ہے) دلالت کی شرط میں کوئی حرج نہیں. انتھی

دیکھیں: فتاوی ابن باز (19 / 31).

مستقل فتوی کمیٹی کا کہنا ہے:

دلال کی دلالی کی مقدار میں بہت زیادہ جھگڑا ہونے لگا ہے: کبھی تو 2.5 % ارھائی فیصد اور کبھی 5 % پانچ فیصد دلالی لی جاتی ہے، لھذا شرعی دلالی کیا ہے، یا یہ کہ بائع اور دلال کے اتقاق کے مطابق ہو گی؟

تو کمیٹی کا جواب تھا:

جب دلال ، خریدار اور بائع کے مابین کسی معلوم تناسب سے دلالی پر اتفاق ہو کہ وہ خریدار یا بائع یا پھر دونوں سے دلالی لی جائے گی تو یہ جائز ہے، اور دلالی کی کوئی معین نسبت محدد نہیں، بلکہ ادا کرنے والے کے اتفاق پر انحصار

ہے جس پر وہ متفق ہو جائز ہو گی.

لیکن یہ دلالی اتنی ہونی چاہیے جو عادتا لی جاتی ہے اور لوگوں میں معروف ہے، جو دلال کی کوشش کے مقابلہ میں ہوتی ہے کہ اس نے سواد کروانے میں خریدار اور بائع کے مابین واسطہ بنا، اور عادتا سے زیادہ دلالی لے کر بائع یا پھر خریدار کو نقصان نہیں دینا چاہیے. انتہی

دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (13 / 130).

اور فتاوی جات میں یہ بھی آیا ہے کہ:

دلال کے لیے جائز ہے کہ وہ دلالی کے بدلے میں سامان کی قیمت سے ایك معلوم نسبت سے دلالی حاصل کرے، اور اتفاق کے مطابق خریدار یا بائع سے بغیر کسی نقصان اور ضرر کے وصول کرے. انتہی

دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (13131)

اور اگر یہ نسبت منافع سے ہو نہ کہ سامان کی قیمت سے تو حنابلہ کے فقھاء نے اس کا جواز بیان کیا ہے، اور یہ مضاربت کے مشابہ ہے، اورمضاربت یہ ہے کہ: ایك شخص اپنا مال کسی دوسرے شخص کو تجارت کے لیے دے جس میں منافع کی نسبت متعین ہو.

دیکھیں: مطالب اولی النہی (3 / 542) اور کشاف القناع (3 / 615).

حاصل یہ ہوا کہ: جس نسبت پر آپ کا اتقاق ہوا ہے اتنی کمیشن لینا جائز ہے.

واللہ اعلم .